بہاؤالدّین زکریاؒ ملتانی کے فارسی اشعار

پروفیسر ڈاکٹر رضا مصطفوی سبزواری

مشرق کی سرزمین کی قابل قدر خصوصیات میں سے ایک جسے مقالہ نگار مشرق کے لیے ایک عظیم افتخار اور اعزاز سمجھتا ہے، عظیم الشان عرفا کا وجود ہے جس کی خاک مشرق نے اپنے اندر پرورش کی ہے۔ بیشک عوام الناس کی تعلیم اور تربیت میں ان پاک سرشت عرفاء نے بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اگر ان عرفاء کا وجود نہ ہوتا تو بہت سے عام لوگ راہ علم و کمال کو طے نہ کر سکتے۔ ان (عرفاء) کے مکتب کے بعض مرید اور شاگرد ہی تھے جنہوں نے اپنے بعد کی نسلوں کی روحوں کو لطافتوں سے آشنا کر کے ان کی تربیت کے سلسلے میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ان میں سے علی ابن عثمان جلالی، ہجویری غزنوی، خواجہ عبداللہ انصاری المعروف پیر ھرات، شیخ شہاب الدین سہروردی، بابا فرید گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیاء، مولانا روم، فخر الدین عراقی، سنائی غزنوی، اور بالآخر شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (م) ۷ا صفر ۶۶۶ھ [1] ملقب بہ غوث العالمین، بدر المشائخ و قطب العالمین اور غوث الثقلین و بہاالحق قابل ذکر ہیں۔ [2]

اب بزرگ عرفاء کی دیگر قابل قدر خدمات میں ان کی کتابیں اور ملفوظات و فرمودات ہیں جن سے طول تاریخ میں ان کے بعد نسلہائے انسانی نے استفادہ کیا اور انہوں نے بالواسطہ طور پر تعلیم و تربیت، خصوصاً اسلامی تعلیمات اور اعلیٰ ترین عرفانی و انسانی افکار کو اپنے زمانوں میں پیش کیا مثلاً ان میں ہجویری داتا گنج بخش کی کشف المحجوب، بابا فرید کی اسرار الاولیاء، امام محمد غزالی کی کیمیائے سعادت، مولانا روم کی مثنوی معنوی، خواجہ عبداللہ انصاری کی مناجات نامہ، فوائد الفوائد اور دیگر نہایت گراں بہا کتابوں کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔

بیشک لوگوں کے مختلف طبقات اور گروہوں میں شعر و کلام نے نہایت وسیع اثرات مرتب کیے اور اب تک بھی

مرتب کرتے ہیں اور بے سبب نہیں کہ عرصہ نہیں گذرا کہ انسانوں پر شعر وکلام کے اثرات پر تحقیقی کام ہوا ہے اور ''علاجی شعر'' کے عنوان سے بعض تحقیقی کام منظر عام پر آئے ہیں۔ خانقاہوں اور صوفیاء و عرفاء کے تعلیمی مراکز میں شعر نے مریدوں پر بڑے اثرات مرتب کیے۔ محافل سماع میں موسیقی کے ساتھ اس نے نہایت سودبخش فائدہ منداور قیمتی کردار ادا کیا ہے۔

حضرت زکریا ملتانیؒ نے جو اشعار چھوڑے اور جو ان سے منسوب ہیں [۳] اگرچہ مقدار میں زیادہ تو نہیں لیکن کیفیت اور محتوی کے لحاظ سے نہایت ہی موثر اور قابل قدر سمجھے جاتے ہیں۔

آن کس کہ ترا شناخت جان را چہ کند؟
فرزند وعیال وخانماں را چہ کند؟
دیوانہ کنی ہر دو جہانس بدھی
دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند؟

ان دو اشعار کی توجیہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی خلاصۃ العارفین [۴] میں یوں نقل فرماتے ہیں کہ:

عشق وہ ہے کہ انسان خدا کے سوا کچھ نہ دیکھے، پس وہ بہشت ؛ جہنم عذاب وثواب بیوی بچے اور مال کو کب دیکھ سکتا ہے؟[۵]

یہ اشعار بذات خود ان کے اخلاص اور سچے اعتقاد اور وجود حق تعالیٰ میں ان کے کاملاً محو اور فنا ہو جانے کی دلیل ہے۔ حضرت حق کو مخاطب کرنے کے لیے مختلف تعبیرات جو عرفاء استعمال کرتے ہیں ان میں سے ایک ''دوست'' ہے۔ جو حق تعالیٰ کے ساتھ اس کو انتہائی قربت اور نزدیکی کی منزل پر پہنچاتی ہے اور اس آیہ شریفہ و نحن اقرب الیہ من حبل الورید کی مصداق بن جاتی ہے اور سعدی کے بقول ''مجھ سے زیادہ مجھ سے نزدیک میرا دوست ہے''

حافظ شیرازی نے بھی پروردگار سے متعلق اسی تعبیر سے استفادہ کیا ہے:

سیر سکھر و دور قمر را چہ اختیار

درگردشند برحسب اختیار دوست

شیخ بہاء الدین زکریا بھی حضرت حق کو خطاب کے دوران ''دوست'' کی اسی خوبصورت تعبیر سے استفادہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

در یادتو ای دوست چنان مدھوشم
صد تیغ اگر زنی بہ سر نخروشم
آہی کہ زنم بہ یادتو وقت سحر
گر ہر دو جہان دھند ہم نفروشم

مزید لکھتے ہیں [۶] کہ حضرت شیخ بہاء الدین بغداد کی مسجد کہف میں تشریف فرما تھے اور محفل میں عشق کے موضوع پر گفتگو جاری تھی جب وہ دو اشعار آپ کی زبان پر جاری ہوئے تو حاضرین محفل میں وہ ذوق و جوش پیدا ہوا کہ اگر سو سال تک بھی کوشش کی جائے تو ایسا ذوق پیدا نہ ہو۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کے بعض اشعار جو ذات باری تعالی کے بارے میں آپ نے عالم جذب وشوق وعشق و وارفتگی میں کہے ایک خاص ہیجان، جذبہ و تاثیر کے حامل ہیں:

با درد بساز چون دوای تو منم
در کس منگر چو آشنای تو منم
گر بر سر کوی عشق من کشتہ شوی
شکرانہ بدہ کہ خون بہای تو منم

کہتے ہیں کہ یہی آخری دو اشعار ہمیشہ ہی جذب وشوق کی کیفیت میں شیخ زکریا کی زبان پر ہوتے۔ آپ ہفتہ کے تمام دنوں اور راتوں میں اپنے پروردگار کے عشق وشوق میں غرق رہتے اور آپ کو کسی دوسری شے کا ہوش نہ ہوتا۔ [۷]

شیخ بہاء الدین زکریا کے فارسی اشعار نہایت پر معنی، دلچسپ اور مفید دستور العمل کے طور پر شمار کیے جاتے

ہیں۔ آپ کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی توحید پرست حالت نماز میں خدا کے علاوہ کچھ سوچے اور حق تعالیٰ کے علاوہ کوئی مورد نظر ہو تو ایسی نماز ''موحدین کی نماز'' نہیں بلکہ بچوں کا کھیل ہے۔

تن درون نماز دل بیرون
گشتها می کنی ز نادانی
این چنین حالت پریشان را
شرم بادا نماز می خوانی

برصغیر میں سلسلۂ سہروردیہ کے بانی شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی جیسے جلیل القدر عرفاء کی موجودگی اور فکر و مسلک میں ایرانی عرفاء کے ساتھ ہم آہنگی کی مشترکہ قدر کو پاکستان و ایران کی مشترکہ غنی ثقافت کا ایک نقطۂ اتصال سمجھنا چاہیے کیونکہ دونوں ممالک کے مشترک ثقافتی آثار کی تخلیق میں اس کا بڑا کردار ہے اور دونوں دوست برادر اور مشترک ثقافت کے حامل ممالک ایران و پاکستان کو ایک لڑی میں پرونے کے لیے اہم ترین عوامل میں سے ایک یہی ہے کہ یہ ایک دوسرے سے اس قدر اثر لیتے ہیں۔ اس مقدس محفل میں ہم سب اس قدیمی اور پائیدار دوستی کے استحکام کے لیے دعا کرتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ خلاصۃ العارفین، ص ۱۷۱۔

۲۔ احوال و آثار شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی، ص ۲۲۔

۳۔ خلاصۃ العارفین، ص ۱۴۹، البتہ یہ دو شعر دیگر عرفا سے بھی، جن میں خواجہ عبداللہ انصاری شامل ہیں منسوب ہے۔

۴۔ مذکورہ مجموعہ تین عرفاء فریدالدین گنج شکر (م۔۶۶۴ھ) خواجہ نظام الدین اولیا (م۔۷۲۴ھ) اور شیخ جلال الدین بخاری سہروردی (م۔۶۹۰ھ) سے منقول ہے۔

۵۔ خلاصۃ العارفین، ص ۱۴۰۔۱۴۹۔

۶۔ ایضاً۔

۷۔ بابا فرید گنج شکر سے نقل شدہ اسرار الاولیاء، ص ۸۵، خلاصۃ العارفین، ص ۱۴۸۔